Fikr-o-Nasar (Islamabad) 4:7 (1967)

خاندانی منصوبہ بندی اور علماء کے فتاویٰ

پروفیسر ابوشہاب رفیع اللہ

خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق علمائے برصغیر پاک و ہند کے فتاویٰ پیش کرنے سے پہلے اس کی مختصر سی وضاحت ضروری ہے۔ اکثر یہ کہہ کر اس بارے میں غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ اولاد بالکل پیدا نہ ہو، اور انسان بے اولاد ہی رہے۔ یہ ایک بہت بڑا مغالطہ ہی نہیں بلکہ مضحکہ خیز بات بھی ہے۔ انسان کا فطری جذبہ ہے کہ اس کے ہاں اولاد ہو۔

خاندانی منصوبہ بندی اس فطری جذبہ کو ختم کرنا نہیں چاہتی بلکہ اس سے تو اس قدر اولاد کا پیدا ہونا مقصود ہے جس کی ہم اپنے وسائل کے مطابق نہایت خوش اسلوبی سے پرورش کر سکیں۔ اُن کی ذمہ داریوں کو نباہ سکیں اور دوسرے یہ کہ بچوں کی پیدائش کے درمیان مناسب وقفہ ہو تاکہ ماں اور بچوں کی صحت قائم رہے، اور جو والدین بچوں کی نعمت سے محروم ہیں ان کو مناسب طبّی امداد مہیا کرنا ہے تاکہ ان کی گودیں بھی شاداب ہوں۔

ہمیں یہ فتاویٰ نقل کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ہمارے ہاں ایک طبقہ نے دین کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت شروع کر رکھی ہے۔ اس سلسلہ میں اگر عوام کی رہنمائی کے لئے شرعی احکام ہی بیان کر دیئے جاتے تو کچھ بات تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ ان شرعی احکام کا مکمل بلیک آؤٹ کر کے مشرق و مغرب کی باتوں سے اس کا ناجائز ہونا ثابت کیا جاتا ہے حالاں کہ اس کے متعلق واضح شرعی احکام موجود ہیں۔ خود برصغیر ہند و پاک کے جید علماء نے واشگاف الفاظ میں اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے لیکن کہیں بھی ان کا ذکر تو کجا ان کی طرف اشارہ تک نہیں کیا جاتا۔ آج ہم انہی حضرات کے کچھ فتاویٰ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں تاکہ جن لوگوں کو دین سے محبت ہے ان کے دینی جذبات کا اس طرح ناجائز فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔

اس برصغیر میں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہمیشہ حنفی فقہ کی پیروکار رہی ہے اور یہاں کے اکثر علمائے دین

جنہوں نے دوامی شہرت حاصل کی ہے اسی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فتاویٰ نقل کرنے سے پہلے اس بارے میں حنفی فقہ کا مسلک بھی نقل کر دیا جائے، تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی پیدا کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

قارئین یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آج جس آیتِ قرآنی سے خاندانی منصوبہ بندی کی حرمت ثابت کی جا رہی ہے، امام ابوحنیفہؒ اسی سے اس کا جواز ثابت کرتے تھے۔ قاضی ابوبکر جصاص جنہوں نے قرآن کریم کی تفسیر حنفی فقہ کے مطابق مرتب فرمائی ہے، امام صاحب کا قول ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں:۔

"وقد روی عن ابن عمر فی قولہٖ (نساؤکم حرث لکم) قال کیف شئت إن شئت عزلاً أوْ غیر عزلٍ رواہ ابوحنیفۃ عن کثیر الریاح الاصم عن ابن عمر۔"

نساؤکم حرث لکم (تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں) کی تفسیر میں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ چاہے صحبت کے وقت عزل کا طریقہ اختیار کرو یا نہ کرو۔ یہ روایت امام ابوحنیفہؒ نے کثیر الریاح الاصم اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے۔[1]

اس کے معاً بعد قاضی ابوبکر جصاص حنفی مذہب کا مسلک ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

وھذا عندنا فی ملک الیمین وفی الحرۃ اذا اذنت فیہ وقد روی ذلک علی ما ذکرنا من مذھب اصحابنا عن ابی بکر وعمر وعثمان وابن مسعود وآخرین غیرھم۔

ہمارے نزدیک یہ عام اجازت صرف لونڈی تک مخصوص ہے آزاد عورت سے عزل کرنے کے لئے اس کی اجازت کی ضرورت ہے حنفی مذہب کا یہ مسلک حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے اجل صحابہ سے بھی مروی ہے۔[2]

آپ نے دیکھا کہ ہماری دینی کتب میں اس مطلب کے لئے عزل کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ کچھ حضرات اس کے مفہوم کو بھی گول مول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا شرعی مفہوم ایک مخالف کی زبان سے ہی سنیئے:۔

"اس کی جو صورت اس زمانے میں معروف تھی، اُسے عزل کہا جاتا ہے یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں نہ پہنچنے پائے خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر کرے"[3]

---

[1] احکام القرآن۔ ابوبکر جصاص، مطبوعہ مصر جلد ا صفحہ ۴۱۶۔ [2] ایضاً صفحہ ۴۱۷

[3] ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے، دارالاشاعت کراچی صفحہ ۱۳۱۔

اب دیکھئے کہ برصغیر پاک و ہند کے جید علماء اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ ان علماء میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کا جو بلند مقام ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی تفسیر عزیزی میں واذا الموٴدۃ سئلت کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔

"و تجویز عزل بروایات صحیحہ مشہورہ ثابت است لا شبھۃ فیھا و استعمال دوائے قبل از جماع یا بعد ازاں کہ مانع از انعقاد نطفہ گردد نیز مانند عزل جائز است۔" [۴]

صحیح اور مشہور احادیث کی بنا پر عزل کا جواز ثابت ہے اور اس جواز میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں اور ضبطِ ولادت کے لئے جماع سے پہلے یا اس کے بعد دوا وغیرہ کا استعمال بھی عزل کی طرح جائز اور مناسب ہے۔ البتہ جب اس مقصد کے لئے اسقاطِ حمل کی ضرورت پڑے تو سلف صالحین نے اس کی کھلی چھٹی نہیں دی بلکہ وہ شرعی عذر متعین فرما دیئے گئے ہیں، جن کی بناء پر ایسا کیا جا سکتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے پانچ شرعی عذر گنائے ہیں:۔

۱۔ عُسرِ ولادت یعنی بچّہ کی پیدائش کے وقت عورت کو تکلیف۔

۲۔ قلتِ مال۔

۳۔ کثرتِ عیال۔

۴۔ بودن در سفر (سفر میں ہونا)۔

۵۔ قوت منفعت خدمت از کنیزک۔ [۵]

شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر صحابہ کے درمیان کچھ اختلاف تھا۔ حضرت عمرؓ کی مجلس میں اجلّ صحابہ کے درمیان اس پر بحث ہوئی۔ وہاں جو فیصلہ ہوا، آپ بھی اسے ترجیح دیتے ہیں اور اس کو یوں نقل فرماتے ہیں:۔

"بحضور حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ درین مبحث گفتگوی بسیار واقع شد تا آں کہ حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ فرمودند کہ واللہ لا تکون موٴودۃ حتی تاتی علیھا التارات السبع ایں کلام را حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہٗ پسندیدند وہمیں قول قرار یافت۔" [۶]

---

[۴] تفسیر عزیزی پارہ تیس سورۃ التکویر مطبع فتح الکریم بمبئی ۱۸۸۹ء صفحہ ۷۸

[۵] ایضاً [۶] ایضاً

(ترجمہ) امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی مجلس میں اس موضوع پر بڑی بحث ہوئی یہاں تک کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم یہ واد خفی نہیں ہے جب تک کہ اس پر سات دور نہ گزر جائیں (فقہاء نے اس کی مدت چار ماہ مقرر کی ہے) حضرت عمرؓ نے اس بات کو پسند فرمایا اور اسی کے مطابق فیصلہ ہوا۔

شاہ صاحب کا فتویٰ چوں کہ حنفی فقہ کے مطابق ہے اس لئے کسی عالم دین نے اس سے اختلاف نہیں کیا بلکہ دارالافتاء دیوبند نے جب انہی شرعی عذرات کی بنا پر فتویٰ پوچھا گیا تو حنفی فقہ کے مطابق جواز کا فتویٰ دیا گیا۔ شاہ صاحب نے جو پانچ شرعی عذر گنائے ہیں ان میں سے پہلے شرعی عذر یعنی عسر ولادت کے متعلق دیوبند سے یہ فتویٰ جاری ہوا جس کا عنوان ہے :۔

"مانع حمل دواء کا استعمال خاوند کی اجازت سے"

سوال نمبر ۶۴/ ۱۹۹ : ایک عورت کو بوقت زائید گی بچہ از حد تکلیف ہوتی ہے ایسی صورت میں وہ کوئی ایسا علاج کر سکتی ہے جس سے آئندہ بچہ نہ ہو۔ ؟

الجواب : خاوند کی اجازت سے ایسا حیلہ کر سکتی ہے جس سے حمل قرار نہ پائے اور اگر خاوند اجازت نہ دے اور بچہ پیدا ہونے کی صورت میں اپنی جان ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو بلا اجازت خاوند بھی ایسا حیلہ کرنا جائز ہوگا۔ قال الشامی یجوز لھا سد فم الرحم کما تفعلہ النساء مخالفاً لما بحثہ فی البحر من انہ ینبغی أن یکون حراماً لغیر اذن الزوج قیاساً علی عزلہ بغیر اذنھا قلت لکن فی البزازیۃ ان لہ منع امرأتہ عن العزل الخ۔ نعم النظر الی فساد الزمان یفید الجواز من الجانبین فما فی البحر مبنی علی اصل المذہب وما فی النھر علی ما قالہ المشائخ۔

(شامی مطبوعہ مصر، باب نکاح الرقیق، صفحہ ۲۹۰ جلد ۲) واللہ اعلم [1]

اس فتویٰ کی عربی عبارت کا جو حنفیہ کا مسلک بیان کرتی ہے۔ ترجمہ یہ ہے :۔

"علامہ شامی فرماتے ہیں کہ عورت (مرد کی اجازت کے بغیر) ضبط ولادت کے لئے رحم کا منہ بند کرا سکتی ہے جیسا کہ عورتوں میں رواج ہے۔ یہ چیز بحر کی بحث کے مخالف ہے، جس کی رو سے مرد کی اجازت کے بغیر ایسا کرانا حرام ہے۔ اس پر قیاس کرتے ہوئے کہ مرد کے لئے عورت کی اجازت کے بغیر عزل کرنا جائز نہیں۔

[1] فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد سوم و چہارم صفحہ ۹۷۔

میں کہتا ہوں کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو عزل سے منع کر سکتا ہے لیکن ہاں فسادِ زمانہ کی وجہ سے میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر (ضبطِ ولادت پر) عمل کر سکتے ہیں اس لئے جو کچھ بحر میں ہے (یعنی مرد کی اجازت کی ضرورت) وہ تو اصل مذہب حنفی پر مبنی ہے اور جو کچھ النہر میں ہے وہ بعد کے فقہاء کا فیصلہ ہے۔

ہم نے اوپر شامی کی جس عبارت کا ترجمہ دیا ہے، وہ ان تمام پانچوں شرعی عذرات کی بنا پر عزل کی اجازت دیتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی قید نہیں۔ جہاں تک عزل کی اجازت کا تعلق ہے اس کی عام اجازت ہے۔ فقہ کی تمام کتابوں میں ان قیود کے علاوہ اور کوئی قید نہیں۔ ہاں اگر اس سلسلہ میں اسقاط حمل کی ضرورت پڑتی تھی تو علماء ذرا احتیاط برتتے تھے، تاکہ اس کا زیادہ رواج نہ ہو جائے اور اس کو جائز سمجھنے کے باوجود بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ یاد رہے کہ ایسا کرنا آجکل بھی خلافِ قانون ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے مفتیِ اوّل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فتویٰ نمبر ۶۴۳ میں فرماتے ہیں:۔

"اسقاط حمل قبل جان پڑنے سے جائز ہے اچھا نہیں اور جان پڑجانے کے بعد ناجائز ہے۔" شہ

موجودہ شکل میں خاندانی منصوبہ بندی کا چرچا آج سے تقریباً تیس سال پہلے اس برصغیر میں ہوا۔ تو اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد نے جن کے دینی تبحر علم کے دوست دشمن دونوں معترف تھے، نئے حالات کے مطابق اس مسئلہ کے ہر پہلو کا گہری نظر سے جائزہ لیا، اور اپنا فتویٰ ان لفظوں میں دیا تھا۔

"بظاہر کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ برتھ کنٹرول (یعنی خاندانی منصوبہ بندی) کے سلسلے میں شرع مداخلت کرے، یہ ایک خالص طبی اور اجتماعی مسئلہ ہے۔ اگر اصحاب علم محسوس کریں کہ سوسائٹی کے مصالح کے لئے اس کی ضرورت ہے تو ضرور اس کے حق میں رائے دے سکتے ہیں۔ اس طرح کی تمام باتوں کو مصالح مرسلہ میں سمجھنا چاہیئے، اور ان کا دروازہ پوری طرح باز ہے۔" (اقتباس از ماہنامہ الحکیم لاہور نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۲۹)

امید ہے کہ یہ چند فتاویٰ ان لوگوں کی تسلی کے لئے کافی ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا جہاں کے علماء نے اس کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دے رکھا ہے۔

○

شہ فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب مطبع سعید کراچی صفحہ نمبر ۴۵۷۔